

وزیر / وزیری

گیارہویں صدی ہجری کے ایک تاتاری نژاد چینی شاعر کے حالات اور فارسی شاعری
ڈاکٹر عارف نوشانی*

۱۹۷۸ء میں افغانستان میں سوویت یونین کی فوجی مداخلت نے جہاں ایک طرف وسیع انسانی آبادی کو ملک سے انخلا اور بھرت پر مجبور کیا، وہاں اُس کے کثیر الجہات منقی تہذیبی اثرات بھی ملک پر پڑے۔ ایک بہت ہی محسوس کی جانے والی تباہی کتب خانوں اور ذخائر مخطوطات پر نازل ہوئی جس سے افغانستان کے سرکاری کتب خانے بھی محفوظ نہ رہ سکے اور وہاں سے نکالے جانے والے اور بعض دیگر ذاتی کتب خانوں کے قلمی نسخے ہمایہ ملک پاکستان پہنچنے لگے اور یہاں ان کی کسی روک ٹوک کے بغیر خرید و فروخت ہونے لگی۔ چونکہ ابھی تک (اوائل ۲۰۰۱ء) افغانستان میں خانہ جنگی جاری ہے اور وہاں ایسے حالات پیدا نہیں ہو پائے جن میں کتب خانے اور تحقیقی ادارے پھر سے کیسوئی کے ساتھ علمی کام کر سکیں، لہذا وہاں سے مخطوطات کی منتقلی کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ افغانستان کی حکومتوں نے اس ثقافتی ورثے اور علمی سرمائے کی برپادی سے کبھی تعریض نہیں کیا اور اس پر روک لگانے کے لیے کوئی انتظारی قدم نہیں اٹھایا۔ جو نسخے پاکستان پہنچتے ہیں ان میں سے کچھ یہاں کے ذاتی، سرکاری یا نیم سرکاری کتب خانوں میں کھپ جاتے ہیں، بقیہ دیگر ممالک کے کتب خانوں اور اداروں کو بچ دیے جاتے ہیں جن میں ایران، سعودی عرب، مالکیا اور برونائی دارالسلام وغیرہ شامل ہیں۔ حکومت پاکستان نے بھی نوادرات کی یہودن ملک منتقلی پر پابندی کے قانون کے باوجود ان نوادر کو ملک سے باہر جانے سے کبھی نہیں روکا۔ ایسی صورت حال میں واقفان حال اور محققین کی صدائے احتجاج محض نقار خانے میں طوطی کی آواز ہے۔

مجھے مخطوطات کے علمی پہلو سے جو دل چھی ہے، اس وجہ سے افغانستان سے پاکستان منتقل کیے جانے والے مخطوطات دیکھنے افغان کتب فروشیوں یا پاکستانی خریداروں کے ہاں جاتا رہتا ہوں یا وہ از خود مخطوطات کی قدر و قیمت جانے کے لیے مجھے دکھا دیتے ہیں۔ افغانستان سے آنے والے کچھ نادر مخطوطات پر مقامے بھی لکھ چکا ہوں۔^(۱) اوائل ۲۰۰۱ء کے اوائل میں وہاں سے ایک گورنر نایاب ”کلیات وزیری“ پاکستان پہنچا ہے۔ یہ بھی وہاں کے شاہی اور قومی کتب خانے کا سرمایہ تھا۔ اب خالی کتابخانے کا^(۲) کام آئے۔

کرنے کا موقع فراہم کیا جس کے لیے میں ان کا ممنون ہوں۔ آئندہ صفحات میں اپنا حاصل مطالعہ پیش کر رہا ہوں۔

کلیات وزیری کے نسخے کے ظاہری کوائف حسب ذیل ہیں۔ جم: ۸۱۶ صفحات یا ۳۰۸ ورق،
۱۸ اسٹوری صفحہ تقطیع: ۲۷ × ۱۷ سنٹی میٹر؛ جلد: چری مضبوط، کاغذ: میالارخائی؛ خط: معمولی نستعلیق،
بلاتاریخ، بارہویں صدی ہجری کا معلوم ہوتا ہے۔ نسخے کے ابتداء اور خاتمه پر کچھ یادداشتیں ہیں جن
سے نسخے کے مختلف ادوار میں پرانے مالکوں کی نشان دہی ہوتی ہے۔ مثلاً نسخے کے آخری ورق
(۳۰۶ ب) پر یہ یادداشت: ”ایں کتاب عوض خان بن قبادخان است، روز جمعہ خریدہ شد۔ مبلغ چہار
روپیہ در توخر [کذا: نوشہر] در ۱۱۵۲ بود۔“ اسی عوض خان نے نسخے کے شروع میں اپنی اکیس پشتون کا
شجرہ لکھا ہے۔ پوری تحریر اسی طرح ہے: ”سب نامہ عوض خان: عوض خان ابن قباد خان ابن خوجہ مرزا
ابن خوجہ محمد مسحود [کذا] ابن محمد یوسف ابن امیر کو جکہ ابن حسن بن ملک اصل الدین حسین ابن ملک
پیش میرک ابن ملک محمد مسعود ابن مولانا محمود ابن ملک محمد قاسم زرین کمر ابن ملک شمس الدین حسین
ابن ملک محمد حسین ابن ملک معز الدین حسین ابن ملک غیاث الدین حسین ابن محمد [د] ابن محمد ابن
ہشام ابن حسین سلطانیں کثرت مشور [کذا: مشہور] بخور عراق عجم سلطان مشرقین شہنشاہ مغربیں محمود بن
محمد ہشام بن حسین۔ تحریر اسی التاریخ چهاروہ ماہ سفر [کذا: صفر] سنہ ۱۱۵۲ یادگاری تحریر نمودہ شد۔“ اسی
عوض خان نے نسخے کے اوراق ۱۳۱ ب تا ۱۳۳ الف کے حاشیے پر کچھ اشعار نقل کیے ہیں اور آخر
میں اپنا نام یوں لکھا ہے: ”اللہ خیر باد عاقبت درالتاریخ [کذا] ۵۳ [۱۱] العبد عوض خان۔“ عوض خان
کے طرز تکابت اور تمثیلہ بندی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی زیادہ تعلیم یافتہ شخص نہیں تھا۔ نسخے کے
شروع یا آخر کے اوراق میں اپنے خاندان میں پیدائشوں اور اموات کی تاریخیں لکھ دی جاتی تھیں،
اس نسخے کے شروع اور آخر میں بھی ایسی بہت سی یادداشتیں ہیں جو سب کی سب ولادت سے متصل
ہیں۔ میرا اپنا گمان یہ ہے کہ یہ عوض خان کے بیٹوں یا قریبی عزیزوں کی تاریخیں ہیں کیوں کہ یہ
اسی خط میں ہیں جس میں اس نے اپنے دستخط کیے ہیں، زمانہ بھی وہی ہے۔ کچھ یادداشتیں نقل کرتا
ہوں:

- ۱۔ تولد شدن اسفند یار خان در بیست [و] ہفتہ ماه محرم شد [کذا] در تاریخ ۱۱۳۹ بود۔
- ۲۔ تولد شدن شاہ سوار خان بتاریخ بیست نویم [کذا: بیست و نہم] ماه مبارکہ رمضان در ۱۱۵۲ بود۔
- ۳۔ تولد شدن شاہ نواز خان بتاریخ دہم ماه مبارکہ رمضان ۱۱۵۷ بود۔

یادداشت موجود ہے اس کے اوپر ایک اور یادداشت ہے: ”باز این کتاب را یار محمد خرید از اسفند یار [ب] مبلغ چھار [و] نیم روپیہ در ۱۸۶۲ کاتب المعرف میر عبدالرحمن“۔ ممکن ہے یہ اسفند یار وہی ہو جو ۱۸۴۹ میں پیدا ہوا اور ہمارے گمان کے مطابق عوض خان کا بیٹا ہے اور عوض خان کی وفات کے بعد یہ نجفہ اس کی تحویل میں آیا ہوا اور اس سے عبدالرحمن نے خرید لیا ہو۔ واللہ علم بالصواب۔ ان ہاتھوں سے ہوتی ہوئی یہ کتاب بعد کے زمانوں میں کابل کے شاہی کتب خانے میں پہنچی جیسا کہ چند ایک مہروں سے پتا چلتا ہے۔ مہروں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

ورق ا ب پر سیاہ روشنائی سے آٹھ کنوں والی ۱، ۱ × ۵، ۱۷۵ سنی میٹر کی یہ مہر ”مہر کتاب خانہ مبارکہ امیر عبدالرحمن“۔ یقیناً یہ افغانستان کے بارک زئی خاندان کا بادشاہ امیر عبدالرحمن ہے جس کا زمانہ حکومت ۱۸۴۹-۱۳۱۹ھ ہے۔

ورق ا ب پر بخشی روشنائی سے آٹھ کنوں والی ۲، ۵ × ۵، ۲۵ سنی میٹر کی یہ مہر: ”کتابخانہ ملی دارالسلطنه کابل ۱۲۹۸“۔

ورق ۲ الف اور ۳۹۷ ب پر پانچ کنوں (مستطیل مایل) والی مہر جو سیاہ روشنائی سے لگائی گئی ہے، سائز: ۲، ۵ × ۵، ۱ سنی میٹر، اس میں صرف ”للہ کتابخانہ مبارکہ“ لکھا ہے۔ اسی عبارت کی ایک اور مہر لیکن بیضوی شکل کی اور سائز میں چھوٹی ۱، ۵ × ۱ سنی میٹر ورق ۱۲۰ الف اور ۲۱۷ ب پر ثبت ہے۔

ورق ۱۸۱ الف اور ۳۹۷ ب پر سیاہ روشنائی سے آٹھ کنوں والی ۱، ۱ × ۱۷۵، ۱ (پونے دو) سنی میٹر کی مہر جس میں ”للہ مہر کتاب خانہ مبارکہ“ لکھا ہے۔ کتاب خانہ مبارکہ سے مراد وہی شاہی کتب خانہ ہے۔

عام طور پر شاہی کتب خانوں میں نفس، مطلقاً و نہب اور خوشنویسی کے عمدہ نمونوں پر مشتمل نئے داخل کیے جاتے تھے، لیکن ہمارے اس نئے میں ایسی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ یہ محض اپنے متن یا مندرجات کے اعتبار سے اہم ہے۔

نئے کے مندرجات:

پیش نظر مخطوطے میں وزیری۔ جس کے بارے میں ہم مضمون کے اگلے حصے میں بات کریں

مندرجات کا تعارف کروا رہے ہیں:

ورق ۱۹ ب تا ب: رویف ہے الف، ت، د، ز، س، ش، ط کی بلا ترتیب چھتر(۲۶)
غزلیں:

ورق ۲۰ ب: ایک مشنوی کے باقی ماندہ نو اشعار۔

پہلا شعر:

شیر دلی کو کہ درین راہ دور
گرم قدم ماندہ و باشد صبور

آخری شعر:

ما نظر لعین الا غیرکم
اتم بالله و آیاکم

اس مشنوی کا موضوع مندرجہ ذیل شعر سے معین ہو سکتا ہے:
گفت وزیری سخن از حال عشق
طر سخباش شده بال عشق

ورق ۲۰ الف تا ۲۱ ب: مشنوی داستان حقایق الاشیاء در بیان عرش، لوح و قلم و پیدالیش۔

پہلا شعر:

ای خداوند عرش و لوح و قلم
جملہ آورده ای بروں ز عدم

آخری شعر:

داستان عجب وزیری گفت
روز و شب دیده ها ز فکر نخفت

مصنف نے یہ مشنوی اپنے بڑھاپے میں کہی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل اشعار سے پتا چلتا ہے:
موی سر شد مرا چو برف سفید
میں کہ پیری بسر دو اسہ رسید
در جوانی گرختم چندان

(۲۱) الف)

ورق ۲۱ ب تا ۲۵ الف: مثنوی ساقی نامہ و تعریف بادشاہان چھتی کہ در ملک ہندوستان گشته اند.

پہلا شعر:

بده ساقی آن جام مستان مست
کہ چون چشم ساقی شوم می پست

آخری شعر:

سما بر سهام و زمین بر گهرگ
بمیدان ز هر سو ببارید مرگ

اس مثنوی میں پہلے ساقی نامہ ہے۔ پھر تیموری بادشاہوں کا ذکر اس ترتیب سے ہے: تیمور
شاہرخ، الح بیگ، بابر اور بابر کی پانی پت کے میدان میں ابراہیم افغان کے ساتھ جنگ۔

ورق ۲۲ الف تا ۲۶ الف: مثنوی بلا عنوان در حال کواکب

پہلا شعر:

شد قلم بلبل این بوستان
نغمہ سرا گشت بصد داستان

موضوع کی طرف اشارہ اس شعر میں ہوا ہے:
حال کواکب بکنم من بیان
ہست ز کوکب ہمه سود و زیان

ورق ۲۶ الف تا ۳۲ الف: داستان جواب و سوال ابوذر جہر [کذا: بزر جہر]

پہلا شعر:

گفت بدانا چوا نوشیروان
گوئی خنہ تو ز نفع و زیان

آخری اشعار:

گفت وزیری سخنان عجب

یہ داستان پہلے نثر میں تھی، وزیری نے اسے نظم میں منتقل کیا ہے:
 نثر بد این موعظہ حا گشت نظم
 خاطر من کردہ بگفتن چو عزم

(۲۱ ب)

اس میں بزرگمیر کی چالیس نصیحتیں ہیں:
 ہست چهل موعظہ این داستان
 می کنم ایک ہمہ را من بیان

(۲۲ الف)

ورق ۳۲ الف۔ ۳۳ الف: مشنوی بلا عنوان در وصفِ سخن

پہلا شعر:

شک نیاری تو در کلام خدا
 ہست شکاک کافر دو سرا

آخری شعر:

داستان عجب وزیری گفت
 با زبان قلم گھبر ہا سفت

اس مشنوی میں مصنف نے سخن یعنی شاعری کی عظمت بیان کی ہے اور اپنے بارے میں کہا ہے:
 نام من زندہ از سخن شده است
 سخنم شع ائمہن شده است
 تا سخن ہست نام من باقیست
 بزم عیش مرا سخن ساقیست

ورق ۳۳ ب تا ۳۵ ب: مشنوی بلا عنوان در شرح بروج دوازده گانہ

پہلا شعر:

نقش طرازندہ این داستان

شرح دھم باز ہمہ بُر جہا
حالت ہر یک بکنمند من جدا

(الف) ۳۳

ورق ۳۶ الف یا ۲۶ ب: روایت ہے الف، ب، ت، ث، ح، خ، و کی بلا ترتیب
غزلیں، حصہ اول، درمیان اور آخر سے ناقص ہے۔

ورق ۲۷ الف: معراج نبوی کے بیان میں ایک مشنوی کے باقی ماندہ صرف تین اشعار:

شکر خدا کرد وزیری بجان
کرد چو معراج نبی را بیان
آن کہ ز معراج نبی مکراست
در نظر اہل یقین کافر است

ورق ۲۷ الف تا ۲۷ ب: قارون اور اس کے خزانے کے بارے میں مشنوی

پہلا شعر:

قصہ قارون بشنو گنج او
از سبب گنج مگر رخ او

آخری شعر:

قصہ قارون چو وزیری گفت
تا گھر نظم خود الماس سفت

ورق ۲۷ ب تا ۲۸ الف: قصہ ابرہہ

پہلا شعر:

ابرہہ یک کافر بد بخت بود
عزم سواری سوی کمہ شمود

ورق ۲۸ الف تا ۲۰ ب: قصہ ولادت حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

پہلا شعر:

موسیٰ عمر ائست کلیم خدا

آخری شعر:

گفت وزیر خن از کلام
کرد چنین قصه موسی تمام

ورق ۷۰ ب تا ۷۲ ب: قصه حضرت ابراهیم خلیل اللہ و نمرود

پهلا شعر:

قصه بشنو تو ز خلیل خدا
لف خدا گشت باو رهنا

آخری شعر:

گفت چنین قصه مشکل وزیر
بندۀ مومن شو و یاد گیر

ورق ۷۲ ب تا ۷۳ الف: داستان دروغی ایمان

پهلا شعر:

نکته ایمان چو کنم من بیان
بندۀ مومن تو همین نوع دان

ورق ۷۳ الف تا ۷۴ ب: داستان رموز دنیا

پهلا شعر:

چار کس از نه ده چون آدمیم
چار تن القصه برهنه بدیم

آخری شعر:

گفت وزیری سخنی از رموز
واشت چو در خاطر ویران کنوز

ورق ۷۴ ب - ۵ الف: موعظه در بیان پیدالیش عالم

آخری شعر:

قصہ ایجاد جہان کردہ ام
خلق جہان کردہ بیان کردہ ام
اس مثنوی میں شاعر نے یہ بیان کیا ہے کہ حق جلن و علا نے محض اپنی قدرت اور حکمت سے
اس عالم پر قلمون کو کس طرح پیدا کیا ہے۔

ورق ۵۷ الف تا ۷۷ الف: قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

پہلا شعر:

حکم قضا را نکند کس دگر
آنچہ مقدر شدہ آید بسر

ورق ۷۷ الف تا ۷۷ ب: داستان مہتر یونس علیہ السلام

پہلا شعر:

حکم قضا بین کہ بہ یونس چہ کرد
گردوش این نہ فلک تیز کرد

ورق ۷۸ الف- ۷۹ ب: داستان سلطان سکندر ذوالقرنین رفتن بہ ظلمات بہ طلب آب حیات تا
بیابد از دغدغہ مرگ نجات۔

پہلا شعر:

بود کی روز سکندر بخت [کذا]
ساخته آمادہ ہم رخت و بخت

آخری شعر:

قصہ یاجوج وزیری گفت
گوہر معنی ہم در نظم سُفت

اس کے بعد پندرہ شعروں کا ساتھ نامہ ہے۔

ورق ۸۰ الف- ۸۰ ب: داستان در بیان خلقت ارواح و کیفیت آن

آخر سے ناقص ہے۔

ورق ۸۱ الف تا ۸۶ ب: حافظ شیرازی ، عبدالرحمن جامی اور قاسم (انوار) کے اشعار پر تضمینیں ہیں۔ ان تضمینات کا بقیہ ۹۳ الف پر ہے۔

ورق ۸۷ الف: ایک مثنوی کے باقی ماندہ سولہ اشعار۔ آخری دو اشعار یہ ہیں:

تازه کنم باز خیال سخن
شرح دهم قصہ نو و کہن
قصہ کنم من ہمہ حالی جہان
نام بنام از ہمہ اہل زمان

ورق ۸۷ الف تا ۸۸ الف: قصہ مہتر نوح علیہ السلام

پہلا شعر:

نوح چو از قوم سی دید رنج
ماند بسی چون ب سرای سینج

ورق ۸۸ الف تا ۸۹ ب: (قصہ سلیمان و ہد ہد)

پہلا شعر:

بود کی ہدہد افلک گرد
پر بسر و عمر صف [؟] رہ نورد

ورق ۸۹ ب تا ۹۱ الف: عشق کی تعریف میں اشعار

پہلا شعر:

بار امانت غرض از عشق دان
حائل این آدم خاکی بدان

آخری شعر:

ہبھو گل و لالہ بود رنگ رنگ

تارک نہ گن فرنگ نگ

پہلا شعر:

بود کیکی روزگہ نوشیروان
گشته بصرہ پی صیدی روان

ورق ۹۲ الف-۹۲ ب: تفسیر بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا شعر:

معنی قرآن حمه در بسمه است
معنی این نکتہ بی مشکله است

آخر سے ناصل ہے۔

ورق ۹۳ الف تا ۹۶ ب (ناصل): ورق ۸۶ ب کا باقیہ یعنی تفصیلات ہیں۔

ورق ۹۷ الف: ایک مناجات (مثنوی) کے باقی ماندہ ۱۲ اشعار۔

ورق ۹۷ الف تا ۱۱۲ ب: مثنوی نامہ نوشنہن سلطان سکندر ذوالقرنین بہ خاقان چین

پہلا شعر:

زبان برگشایم محمد و شا
بہ درگاہ او پادشاہان گدا

آخری شعر:

وزیری چین داستانی بگفت
گھر حاہی معنی سراسر بگفت

اس مثنوی میں سکندر اور خاقان چین کے مابین ہونی والی جنگ کے واقعات بھی ہیں۔

ورق ۱۱۲ الف-۱۱۳ الف: مثنوی بلا عنوان دربارہ عدل سکندر

پہلا شعر:

بنام خدا ابتداء نامہ را
کنم تیز آنگہ سر خامہ را

خواہ فہ سے کہاں نہ جاؤ کہ تو شعع میں شاعر کہتا ہے

ورق ۱۳۰ الف تا ۷۰ ب: مثنوی بلا عنوان

پہلا شعر:

زبان برگشایم بھر خدا
که از لطف خود شد بخود رضما

آخری شعر:

وزیری چنین داستانی گفت
گهرهای معنی سراسر بفت

ورق ۷۰ ب تا ۱۲۰ الف: ایک بلا عنوان مثنوی، تصوف اور فلسفے کے مضامین میں

پہلا شعر:

دیدہ حق گشا و حق بین
حق نینی تاکہ بینی ما و طین

آخری شعر:

چار عقل دیگر آمد رضما
ہر یکی را ہست یک کار جدا

ورق ۱۲۰ الف-۱۲۲ الف: داستان در بیان حقیقت وجود انسان

پہلا شعر:

* بدہ بادہ حواس آراست یزادان
بہ پیغ خاطر و با پیغ پنهان

آخری شعر:

وزیری داستان بوالجحب گفت
گهرهای معانی سراسر بفت

یہ مثنوی، نظای کی خسر و شیرین کی زمین میں ہے۔

ورق ۱۲۲ الف تا ۱۲۴ الف: مثنوی در وصف دل

ورق ۱۲۷ الف - ۱۲۷ ب (ناقص): داستان موعظہ

پہلا شعر:

زر پرست و خود پرست و بُت پرست
در حقیقت هر سه از یک نادر است

ورق ۱۲۸ الف تا ۱۳۳ ب: قصاید کا بقیہ حصہ ہے۔ اس میں ایک قصیدہ خاقانی کے جواب میں ہے۔

پہلا شعر:

وامن افلاک سوزد آه گردون سای من
سر فرو نارو به عالم صمت والای من

ورق ۱۳۳ الف - ۱۳۳ ب: ایک ناقص الطرفین مشتوی کے ۳۶ اشعار جس کے ہر ایک شعر میں ایک قصہ کی طرف اشارہ ہے۔

بہر بیت یک قصہ کرم ادا
چو لطف خدا شد به ما رہنا

اس کا سال تصنیف ۱۰۰۰ھ ہے۔

وزیری عجب داستانی گفت
بدعوی گھرہای معنی بفت
ز هجرت فردون بود از الف سال
کہ شد بستہ این خل بند خیال

(۱۳۳ ب)

ورق ۱۳۵ الف تا ۱۳۵ ب (ناقص): قصاید کا بقیہ حصہ ہے۔ اس میں بعض قصاید خاقانی، انوری اور امیر خسرو کے جواب میں کہے گئے ہیں۔

ورق ۱۳۶ الف تا ۱۳۷ ب: ایک مشتوی کے باقی ماندہ اشعار

آخری شعر:

پهلا شعر:

حدوث جمله عالم از قدم شد
که عالم جمله پیدا از عدم شد

ورق ۱۲۹ الف تا ۱۵۰ الف: مثنوی در توحید باری تعالی

پهلا شعر:

ای تو خلاق کارگاه وجود
می کنی هست و می کنی ناید

ورق ۱۵۰ الف تا ۱۵۱ ب: مثنوی در تعریف عشق

پهلا شعر:

در ابجد عشق این سه حرفت
از جمله حروفها شگرفت

ورق ۱۵۱ الف تا ۱۵۲ ب: حکایت شیخ صنان

پهلا شعر:

شیخ صنان در حرم کعبه نود
روز و شب اندر طوافی عمره بود

آخری شعر:

پیر و عطار شد بگر وزیر
شد سخهایش ازان رو دلپذیر

ورق ۱۵۲ ب تا ۱۵۳ ب (ناقص): مثنوی داستان سوم

پهلا شعر:

خدایی که دو عالم کرد پیدا
شد از ناید عالمها مهیا

ورق ۲۳۱ الف تا ۲۳۲ ب: انبیاء کے اسماء میں ایک مشوی کے باقی ماندہ اشعار آخری شعر:

واقعہ جملہ پیغمبران

در روش نظم بکردم بیان

ورق ۲۳۲ ب تا ۲۳۳ الف: قصہ جنگ احمد

پہلا شعر:

قصہ جنگ احمد مصطفیٰ

گوش کن این قصہ سمع رضا

ورق ۲۳۴ الف تا ۲۳۵ ب: حکایت خیر و شر کہ ہر یک در خور نام خود از عالم نیکنامی و بدنا می بخود

بروند۔

پہلا شعر:

ہست خدا خلق ہر خیر و شر
حکم قنا را فکند کس دگر

ورق ۲۳۵ الف تا ۲۳۷ ب: (قصہ موی و عاج)

پہلا شعر:

حکم خدا شد بہ کلیم خدا
بود چو با خلق خدا رضما

یہ قصہ ۱۰۰۲ھ میں تصنیف ہوا جیسا کہ آخری شعر سے واضح ہوتا ہے:

در سنه الف دو شد این تمام

قصہ موی است علیہ السلام

ورق ۲۳۷ الف تا ۲۳۸ ب: مشوی کی صورت میں ایک نوجوان کا مرشیہ جس کی وفات ۱۰۰۳ھ میں واقع ہوئی۔ اس مرثیے پر تبصرہ مضمون کے اگلے حصے میں کیا جائے گا۔

پہلا شعر:

ای سرو بہار نوجوانی

رفت تو ازین جہان فانی

پہلا شعر:

گشت کی روز قضا جنگ جو
موی و فرعون بہم رو برو

یہ قصہ ۱۰۰۲ھ میں لکھا گیا جیسا کہ آخری شعر میں بتایا گیا ہے:
بود ز تجارت سنه الف دو سال
طبع من آنکت ہزاران خیال

ورق ۲۵۰ الف - ۲۵۰ ب: قصہ مہتر سلیمان علیہ السلام و مور

پہلا شعر:

قصہ یک مور و سلیمان شنو
می کنم این قصہ دیرینہ نو

ورق ۲۵۰ ب تا ۲۵۲ ب (ناقص): ساتی نامہ

ورق ۲۵۳ الف - ۲۵۳ ب: مشتوی در تعریف شمائل سرور کائنات۔

ورق ۲۵۳ ب تا ۲۵۸ الف: حکماء قدیم کی نصیحتوں پر مبنی ایک مشتوی بلا عنوان۔

پہلا شعر:

ہست سر جملہ چو لقمان حکیم
بود حکمت ز بھہ او عظیم

آخری شعر:

کرد چو احوال حکیمان بیان
کرد وزیری سخنان را عیان

یہ مشتوی اکبر باشا کے عہد میں ۱۰۰۲ھ میں تصنیف ہوئی۔ یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

در سنه الف دو این گفتہ شد
گوہر معنی ہمکی سُفتہ شد
بود بعهد شہ فیروز بخت
صاحب ملک و حشم تاج و تخت
اکبر غازی شہ اقیم گیر

پہلا شعر:

موی عمران به سوی طور شد
طور ز سر تا بقدم نور شد

ورق ۲۵۸ ب تا ۲۶۰ الف: نور نامہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم

پہلا شعر:

نور نبی از همه نورها
خلق بشد در حرم کبریا

ورق ۲۶۰ الف تا ۲۶۶ ب: مثنوی کی صورت میں تین مختصر داستانیں۔

ورق ۲۶۶ ب تا ۲۶۹ الف: مثنوی جوہر عقل

پہلا شعر:

بسم اللہ الرحمن الرحيم
سر خن جملہ کلام قدیم

آخری دو اشعار:

جوہر عقل آمدہ نام کتاب
تاکہ بہ خواننده رساند ثواب
ہست وزیری ز همه کم بدان
ماند ازو ہم سخنان در جہان

اس مثنوی میں شاعر نے "خن" کی تعریف کی ہے۔

ورق ۲۶۹ الف تا ۲۷۰ ب: مثنوی بلا عنوان در بیان خرقہ اویس قرنی۔

پہلا شعر:

نظم کنم تذکرۃ الاولیا
از مدد تجلیہ و لطف خدا

آخری شعر:

بندہ وزیری ہم ازان جمع باد
خود بـ اہنہ خالشـ مہما

پہلا شعر:

بود کی کی طالم حاج نام
قصه او را بشنو تو تمام

آخری اشعار:

گفت وزیری سخنان از سیر
داد ز احوال جهان او خبر
کار جهان را سرو پایی نمید
دامن خود رفت ز دنیا کشید

ورق ۲۷۲ ب تا ۲۷۶ ب: مشنوی قصه جنگ خیرک که به چه رنگ و عده رسید و چه سان آن تلعم ب
دست شاه مردان شیریزدان مرضی علی کرم اللہ وجہہ فتح شد۔

پہلا شعر:

حمد و شای تو ز حد بی قیاس
عاجزم از گفتن حمد و پاس

آخری شعر:

هر که ترا دوست بجان بندہ ایم
شکر وزیری به سخن زندہ ایم

اس کے بعد ۲۶ اشعار کی ایک مشنوی ہے جو شاید ما قبل اور ما بعد مشنوی کو جوڑنے کے
لیے ہے۔

ورق ۲۷۷ الف تا ۲۷۸ ب: (مشنوی در واقعہ فتح مکہ)

پہلا شعر:

امر خدا شد به رسول امین
زوو برو جانب پیرب^(۳) زمین
فتح بکن مکہ شو آنجا مقیم
ہست در این کار ثواب عظیم

ورق ۲۷۹ الف تا ۲۸۰ ب: مشنوی در تعریف خن

پہلا شعر:

چ شاہ خن می کنم من نگین
خن آفرین خن آفرین

ورق ۲۸۰ ب تا ۲۸۱ ب: مشنوی در منقبت خواجه حسن بصری

پہلا شعر:

خواجه حسن عارف بصری لقب
تابع حکم شعیم و هم عرب

ورق ۲۸۱ ب تا ۲۸۲ ب (ناص) واقعات روز قیامت

پہلا شعر:

حال قیامت بکنم من بیان
یک بیک اینجا تو از بجا بدان

ورق ۲۸۳ الف: غزلیات کا باقی حصہ اور ایک تصیدہ بجواب عصمت [بخاری]-

ورق ۲۸۳ ب تا ۲۸۴ ب: مشن، رباعیات، مخمس غزلیات حافظ

ورق ۲۹۰ الف تا ۲۹۶ ب: اسے ہم اس کلیات یا نسخے کا آخری حصہ قرار دیتے ہیں جس میں معاصر بادشاہوں (اکبر، جہانگیر، شاہزادہ مراد) اور امرا (خان خانان) اور مناظر فطرت کی تعریف میں قصاید ہیں۔ ایک مناجات طلب باران کے لیے ہے۔ عمارت کی تعمیر کے کچھ قطعات ہیں۔ غزلیات اور حافظ کی غزلوں پر تفصیلیں ہیں۔ ان مندرجات پر ہم مضمون کے اگلے حصے میں بحث کریں گے کیوں کہ اسی کلام سے شاعر کی زندگی پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔

مضمون کے اس حصے میں ہم پیش نظر منظوظہ کی کتابت کے بارے میں بات کریں گے۔

(الف): کاتب نے واو پر ختم ہونے الفاظ کی اضافت بنانے کے لیے یاء کا استعمال کیا ہے۔ جیسے:

خرودی غازی جلال الدین محمد اکبر است (۲۹۵ الف)

جو حقیقت میں ”پیر و عطار……“ ہے۔ کاتب نے پورے نئے میں ”پیر“ کی اضافت ”ی“ سے بنائی ہے۔

(ب) کاتب کم سواد ہے اور اس نے بعض الفاظ غلط کتابت کیے ہیں۔ مثلاً: ابائل کو عبايل
 (الف) ثواب (بمعنی اجر) کو صواب (بمعنی صحیح) لکھا ہے، جیسے: نیکوی کردی بیابی تو صواب
 (۱۶۸) (۱۱۹-الف)، یا بد ازین قصہ صواب عظیم (۲۵۳ ب)، خواندن این ہست صواب عظیم (۱۲۰ الف)؛
 صلیب کو سلیب (۱۲۷ الف)، عزم کو عظم جیسے: عظم سواری سوی ملہ نمود (۱۷ ب)؛ نجم ثاقب کو نجم
 ساقب (۲۹۱ ب)؛ ہبوط و صعود کو ہبوت و سعود (۱۳۵ الف)، یثرب کو یسرب (۲۸۰ ب)

(ج) نئے کی فی صفحہ سطور کی تعداد مختلف ہے۔ کہیں اٹھارہ (ورق ۱۰۳) کہیں سولہ (ورق ۱۰۱)، کہیں
 بیس (۵۳ ب)۔ اگر ہم فی صفحہ اوسط سطور اٹھارہ فرض کریں تو ۸۱۲ صفحات پر کل تقریباً ۱۳۶۱۲ سطور یا
 دوسرے الفاظ میں چودہ ہزار چھ سو سولہ ایات درج ہوئے ہیں۔ لیکن ہمارے نئے کے کاتب کے
 حواس کوئی زیادہ منظم نہیں ہیں۔ کیوں کہ اس نے متعدد غزلیں اور قصیدے دو دو بار اور بعض تین تین
 دفعہ نقل کیے ہیں۔ اس اعتبار سے ”صافی“ اشعار کی تعداد کم کرنا پڑے گی۔ میں نے ایسی کم از کم
 ۲۹ غزلیں اور قصیدے تلاش کیے ہیں جو مکر درج ہوئے ہیں۔ یہاں ان کی نشان دہی موجودہ طوالت
 ہو گی۔

اب ہم مقالے کے اہم ترین سوال پر توجہ مرکوز کرتے ہیں یعنی اس کلیاتِ اشعار کا شاعر
 کون ہے؟

کلیات کے مندرجات سے جنہیں ہم مقالے کے تیرے ہتھے میں نقل کرے آئے ہیں، دو
 باتیں مسلم اور واضح ہیں۔ ایک شاعر کا شخص اور دوسرا اس کا زمانہ حیات۔ لیکن کلیات میں کچھ اور
 مقامات بھی ہیں جو اس کے نام، نژاد، وطن، عقاید اور عہد کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔

شاعر کا نام:

ورق ۲۸۲ ب پر جو مشن درج ہوا ہے، کاتب نے اس کا عنوان ”مشن نواب وزیر خان“ لکھا
 ہے۔ ہمارا قیاس ہے کہ شاعر کا نام نواب وزیر خان ہے اور اسی مناسبت سے اس نے شخص ”وزیر“
 اور ”زندری“، ”افتخار کا“، ”حس کر بہلہ مضم.. کوئی سچھ مہ گن حکم + مال بخش بخ

وطن اور اصل:

شاعر نے اپنے ایک قصیدے میں جس کا مطلع یہ ہے:
دل مرast ز زلف تو صد پریشانی
عجب کہ حال دلی ختنہ را نمی دانی

اپنے اصل کی طرف اشارہ کیا ہے:
ز اصل خود خن [کذا: خن] در قصیدہ می گویم
نمم چراغ شبتان چین ایلگانی

(۲۹۹ ب)

مصرعہ خانی میں چین اور ایلگانی کے الفاظ قابل توجہ ہیں۔ ایلگ خانی سلسلہ متوں کا شغیر، ختن اور ماوراء انہر میں حکومت کرتا رہا ہے۔ ان کی حکومت ۳۱۵ھ سے کاشغر اور بلاسا غون میں شروع ہوتی ہے۔ بعد میں اس کی متعدد امارتیں بن گئیں۔ ۳۹۸ھ میں سلطان محمود غزنوی نے امراء ایلگ خانی کو شکست دی۔ ۴۰۹ھ میں محمد خوارزمشاه نے ماوراء انہر اور ترکستان میں سلسلہ ایلگ خانی کی سلطنت ختم کی۔^(۲) مذکورہ بالا شعر کو سامنے رکھیے اور اس شاعر کے قصیدہ بے مطلع:

شرف بہ آدمی از علم و فضل و گفتار است
بہ هر وجود خود این سه صفت سزاوار است

کا ایک دوسرا شعر پڑھیے:

شعر من بهم نقش بدیع از چین است
نمم ز چین و کنون زاوی من ز تاتار است

(۳۲۱ الف، کمر ۱۲۹۹ الف-۳۰۰ ب)

یہاں بھی وہ اپنے آپ کو چین کا قدیم باشندہ بتاتا ہے جس کا مولد تاتارستان ہے۔

وزیری کی شاعری میں چین، ترکستان، تاتار اور ختن کے مزید تلازے بھی ملتے ہیں۔ ممکن ہے یہ محض شاعرانہ تخیلات ہوں، لیکن شاعر کے چینی الاصل اور تاتاری المولد ہونے کی وجہ سے معنویت سے یکسر خالی بھی نہیں ہیں۔ مثلاً:

نیم زلف تو گر سوی چین گزار کند

مُخْرِكَرَدَهْ جَانَانْ خَاتَمْ لَعْلَهْ لَبَتْ بَغْرَ
هَمَهْ خَوْبَانْ چَيْنَ رَا در لَطَافَتْ تَا بَرْكَتَانْ

(۱۹۳) الف

ای وزیری سخنم نافه مشک خن است
نافه هرگز به چین بی نشد در خشم

(۳۷۶) ب

باد تا نوی سر زلف تو آورد به من
گاه در ملک جش ، گاه به ملک خشم

(۳۷۷) ب

اس شعر میں زلف کے سیاہ اور معطر ہونے کے تلازے جش و خشم ہیں۔

شاعر کی غریب الوطنی اور ہندوستان میں قیام:

وزیری کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے وطن بالوف سے نکل آیا تھا۔ وہ اپنی ایک غزل میں جس کی رویف ” جدا ” ہے، کہتا ہے:

ای دل جدا شدی تو زتن ، جان ز تن جدا
من از تن غریب و تم از وطن جدا

(۱۸۰) ب

وہ غالباً خراسان میں بھی پھرتا رہا ہے اور وہاں بسطام میں حضرت بایزید بسطامی کے مزار سے فیضاب ہوا ہے:

فیض از روضه سلطان جهان یافت لم
میل خاطر چو مر جانب بسطام کشید

(غزل ۲۳۲ ب اور کمر ۳۳۲ الف)

اس نے اپنے بیٹے (متوفی ۱۰۰۲ھ) کی وفات کی خبر بھی وطن سے دور سئی۔ اس کا ذکر آگے

ت ثابت ہے۔ بعض غزلوں میں اس نے اپنے ہندوستان میں ہونے کی صراحت کی ہے۔ مثلاً شاہزاد کی تعریف میں غزل کا یہ مقطوع:

در ملک ہند گفت وزیری چنان غزل
در وصف تو کہ سر ز دیارِ عجم کشید

(۲۹۵) (۳۲۰ الف و مکرر)

اس میں مصرعہ ثانی قابل توجہ ہے کیا وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ وہ دیارِ عجم (ایران) سے سفر کر کے رہستان آیا ہے؟ ایک دوسری غزل کا شعر یہ ہے:

بس ترکماز کرد وزیری بہ ملک ہند
شد وقت آن کہ میل بہ کم کوشی آورد

(۶۰) (الف)

ہندوستان میں اجیر شریف میں وہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر گیا۔ اسے میں کلیات میں دو غزلیں موجود ہیں۔ متعلقہ اشعار حسب ذیل ہیں:

بر درت آمد وزیری از ره عجز و نیاز
پادشاه دین و دنیا کن بہ حال او نظر

(۱۸۳ ب) (۳۹۲)

بر درش آمد وزیری رحم کن بر حال او
او گدای مستمدان شہ دنیا و دین

(۳۹۲ الف)

ناعر کا زمانہ حیات:

اس کلیات میں شامل وزیری کی بیشتر مشویات کا سال تصنیف ۱۰۰۲ھ ہے، جیسے قصہ موی (ورق ۲۷۸ الف)، قصہ موی و فرعون (۲۵۰ الف)، مشنوی نصائح حکماء قدیم (۲۵۶ ب)، مشنوی واقعہ فتح نہ (۲۷۸ ب)۔ ایک بلا عنوان مشنوی (۱۳۲ ب) کا سال تصنیف ۱۰۰۰ھ ہے۔ کلیات میں کچھ قطعات رنگ بھی ہیں۔ مثلاً کسی محل رقص کی تغیر کا سال ۱۰۰۲ھ ہے:

ایک امیر شاہم خان کی وفات کے قطعہ تاریخ سے کچھ اشعار:

سلیمان و سکندر رفت ، صد فغور و صد خاقان
 درین دار فا باقی نمی ماند کسی می دان
 گل این باغ از بوی فنا ہر صبح دم می زد
 درخت باغی دولت بود گویم با تو شاہم خان
 درختش میوه احسان داد با سر سبزی خرم
 درخت دولتش را میوه دایم بود از احسان
 من از تاریخ نوت او ز دهقان خرد جو یم
 کشم از درد خود آه گویم واہ شاہم خان

(۳۸۱ الف)

اگر ہم ”واہ شاہم خان“ کو مادہ تاریخ شمار کریں تو اس کے اعداد ۱۰۰۸ کے برابر ہیں اور اگر ”آہ“ کھینچنے کو تجزیہ قصور کریں یعنی اس کے عدد نکال دیں تو ۱۰۰۲ کو سال وفات قرار دیا جا سکتا ہے۔

شاعر نے اپنے ایک عزیز کی وفات کی تاریخ یوں بیان کی ہے:

در الف و دو رفتی از جہان تو
 از شهر فنا به جاؤدان تو

(۲۲۸ ب)

کلیات وزیری میں جو متاخر تاریخ بصراحت ملتی ہے وہ بھی ایک مادہ تاریخ ہے جس سے ۱۰۱۲ استخراج ہوتا ہے۔ یہ ایک قصیدہ بر دیف ”قلم“ کا شعر ہے جس کا نفس مضون سے کوئی تعلق نہیں لیکن شاعر نے اسے قمیدے میں داخل کیا ہے، شعر یہ ہے:

”خانہ معور“ شد تاریخ این عالی بنا
 گفت تاریخش وزیری ، می کند انشا قلم
 ایک عمارت جو ۱۰۱۲ھ میں تعمیر ہوئی یہ اس کا مادہ تاریخ ہے۔

(متوفی ۱۰۰۷ھ) اور خانخانان (۹۶۳-۱۰۳۶ھ)۔

شاعر کے شیخ طریقت:

وزیری نے اپنی ایک غزل میں جس کا مطلع یہ ہے:
 ہر کہ حق امر نکرد است ، بہ جانت فتوں
 آنچہ از جنس مناھیت ، زم آن ہمہ دور
 اپنے شیوخ طریقت کا ذکر کیا ہے، ان کے اسماء عبد غفور عبد الغفور اور شیخ حسن ہیں:

پیر من بود کی عارف کامل ہے جہان
 نام آن عارف کامل تو بدان عبد غفور
 دست با دست رسیدیم چو با شیخ حسن
 در دلم ہست ازین واسطہ بسیار سرور
 ہست امید کہ زیر علمش جمع شویم
 از عنایات خداوند در آن روز نشور

(الف) ۳۲۴)

دیسے شاعر نے اپنے سلسلہ طریقت کا ذکر نہیں کیا۔ چند مقامات پر شیخ عبد القادر گیلانی اور خواجہ معین الدین چشتی رحمہم اللہ تعالیٰ کی مدحیات کی ہیں۔

شاعر کا جوانمرگ بیٹا:

وزیری نے ایک نوجوان، جس کا انتقال ۱۰۰۲ھ میں ہوا اور یہ خبر اس نے اپنے ڈلن سے دور (غالباً ہندوستان میں) سنی، کا مرثیہ لکھا ہے۔ اس نوجوان نے حج کیا تھا اور اس نے اپنے پیچھے دو بیٹے اسدا اور عنایت نامی چھوڑے تھے۔ ایک شعر میں وزیری نے متوفی کو اپنی دو روشن آنکھیں کہا ہے جو اس بات کا قریبہ ہے کہ وہ اس کا بیٹا تھا۔ مرثیے میں صفات کی بجائے جذبات و احساسات کی نظر ناگاب ہے۔ چند متعلقہ اشعار جن سے ہم نے مذکورہ بالا نتائج اخذ کیے ہیں حسب ذیل ہیں:

ای	سر	بہار	نوجوانی
رفتہ	تے	از کن	جان

پیرا ہن سبر چاک کرم
 خود را زغمت ہلاک کرم
 شدہ تیرہ بہ من جہان روشن
 بودی تو مرا دو چشم روشن
 از عمر و حیات برخوردی
 و ز باغ مراد گل نجیدی
 حاجی شدہ آمدی تو مردی
 ایمان بقرين خویش مردی
 ماندہ^(۵) اسد و عنایت اللہ
 در دار فنا بصد غم و آه
 ای کوکہ بادشاہ عادل
 مثل تو کسی نبود قابل الرف و درفتی از جہان تو
 از شهر فنا بہ جاوداں تو

(۲۲۸ ب - ۲۲۷ ب)

اس مریئے میں ”ای کو کہ بادشاہ عادل“ کی ترکیب قابل توجہ ہے۔ کو کہ ترکی زبان میں ہمیشہ رضائی بھائی کو کہا جاتا ہے، تو کیا متوفی بادشاہ وقت کا رضائی بھائی تھا؟

علم نجوم سے دل چھپی:

وزیری کی مشتویوں اور قصیدوں سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوتی ہے کہ اسے علم نجوم سے خاص دل چھپی تھی اور اس علم کی اصطلاحیں اُس نے بکثرت استعمال کی ہیں۔ اس کی ایک بلا عنوان مشتوی بارہ مردجوں کی وضاحت کے بارے میں ہے (۳۳الف-۳۵ ب)۔ ساقی نامہ اور تعریف پادشاہان چھپتی ہند (ورق ۲۱ ب-۲۵ الف) مشتوی نامہ نوشتن سلطان سکندر ذوالقرینین بہ خاقان چین (۱۹الف-۱۱اب) اور ایک بلا عنوان مشتوی (۱۱۳ الف-۷۱اب) میں ایسے متعدد اشعار موجود ہیں جو شاعر کی علم نجوم سے دل چھپی اور اس پر دسترس سے ہمیں آگاہی دیتے ہیں۔ اکبر بادشاہ کی مدح میں کہے گئے ایک قصیدے جس کا مطلع یہ ہے:

جوہر نامش بے ارقام جمل کردم حساب
 پیست و ہفت حرفت نام این شہ صاحبقران
 می کنم تقسیم یک یک را بے یک اشیا مگر
 ہستی عالم ازین اشیاست ظاہر این بدان
 در پھر ایک ایک حرف کی علم نجوم کی رو سے وضاحت کی ہے۔
 نام ہای بُرج گیرم تا بدانی یک یک
 می کنم تقسیم ہر حرفی بے یک بُرجی ازان

(۱۲۸ الف - ۱۳۱ الف)

نہہی عقاید:

شاعر مسلمان، مذہب اہل سنت و جماعت کا پیرو، امام ابو حنفیہ کے مسلک کا پابند ہے۔ اصحاب پیغمبر کی تعریف کرتا ہے اور جو لوگ اصحاب کو رہا بھلا کہتے ہیں ان کی مذمت کرتا ہے۔ شاعر تمام اہل سنت و جماعت کی طرح اہل بیت اور بارہ اماموں کی محبت اور احترام کا قائل ہے۔ کلائی رفلسفی عقاید میں وہ فلسفہ قدم کا مخالف ہے۔ شاعر کے یہ تمام عقاید جا بجا کلیات اشعار میں مذکور ہیں۔ ہم نے درج ذیل چند مثالوں پر آتفا کیا ہے:

امام اعظم امام چار ارکان
 ازو حکم بنای رکن ایمان
 بجز قول رسول و قول قرآن
 سخہای دگر را نیست برہان
 پی اصحاب دین باید قدم زو
 نباید با خلاف شرع دم زو
 بیا اصحاب دین را پیروی کن
 بند سر در قدہما ، سروری کن

(مثنوی شرح عقاید در بیان حدوث قدم، ۱۳۸ الف ب)

آدمی از اعتقاد خویش جایی می رسد
 آنکہ او را اعتقادی نیست سگ زو بہتر استبا خدا

هر که او در مذهب و ملت خلاف شرع گفت
کافر است و ملحد است و ابله است و اقیر است
آن که به اصحاب پیغمبر بگوید ناسرا
کافر است و جان آن روز جزا در آذربا است

(قصیده، ۳۱۱ الف)

جمله اصحاب پیغمبر بسان کوکب اند
فضل اصحاب می دان جمله یار مصطفی
مکر اصحاب دین هر کس که باشد کافراست
رفته است از مذهب باطل چو در دار فنا
پیرو اصحاب دین و پیرو شرع رسول
هر که شد این بود از قهر حق روز جزا

(قصیده، ۲۹۵ ب)

فضل تر از صحابه چو صدقی اکبر است
با صدقی اعتقاد خود از جمله برتر است
او شد امام و جمله اصحاب مقداری
ذاتش نگر که زینت محاب و منبر است
اول خلیفه اوست ، بدان بعد او عمر
عثمان سیم ، چهارم شان شاه صدر استبر چار را
خلیفه برحق بدان رهی
هر کس که با خلافت این چار مکر است
با فتوی چهار امام است مبدتع
از اهل فتن و اهل فجور است ، کافر است

(غزل، ۸۹ ب)

حای دین محمد چار یار باصفا
دو امام و ده جمع ائمان را پیشرا
می کنم مذاقی هر یک بجان و دل رواست

قدم کے بارے میں یہ شعر:

نہ ابتدا و نہ غایت بذات حق باشد
کسی چگونہ بآن ذات ابتدا گوید

(۱۳۲ ب)

تصنیفات:

وزیری فارسی ادب کے ان چند شعراء میں سے ایک ہے جنہوں نے نظامی گنجوی کی تقلید میں خمسہ لکھا ہے۔ خمسہ نظامی کا تبتیع کرنے والے شعراء امیر خسرو اور جامی کو اُس نے اپنا معنوی استاد اور نمونہ قرار دیا ہے۔ وزیری ایک پُر گو شاعر ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ اس نے ایک لاکھ (صد ہزار) اشعار کہئے ہیں۔ اس نے غزلیات کے تین دیوان اور قصاید کا ایک دیوان الگ الگ مرتب کیے۔ ممکن ہے دواوین کی تدوین میں بھی اس نے امیر خسرو کی پیروی کی ہو جنہوں نے اپنے مختلف ادوار حیات میں کہے گئے اشعار کے چار مختلف دواوین مرتب کیے تھے۔ وزیری کے ان چھوٹے موٹے قصوں اور مشتویوں کے علاوہ جو پیش نظر کلیات کے نسخے میں درج ہوئے ہیں اور ان کے بارے میں ہم مضمون کے تیرے ہتھے میں لکھ آئے ہیں، وزیری کی کچھ اور تصنیفات بھی ہیں جن کے نام اس کی ایک مشتوی میں آئے ہیں۔ ان تمام معلومات کو مددِ نظر رکھتے ہوئے ہم نے وزیری کی تصنیفات کی ایک فہرست مرتب کی ہے جو حسب ذیل ہے:

۱۔ آنکنہ فہرست، ستاروں کے حال میں ہے۔

۲۔ جو ہر عقول، ”خن“ کے بارے میں مشتوی، مشمولہ کلیات۔

۳۔ دیباچہ عشق، شاید لیلی و بخون کا قصہ۔

۴۔ دیوان غزلیات، تین دواوین۔

۵۔ دیوان قصاید۔

۶۔ روزِ الحقائق، بظاہر تصوف اور اقوال صوفیہ پر ہے۔

۷۔ سر اسرار، عقاید کی تشریح میں ہے۔

جامی کی تعریف کے بعد):

مودعا بحکیم من از روح شان
 نبی نامہ گفتہ بشیرین بیان
 دگر جو صر عقل گفتہ کتاب
 سخنا گفتہ ز روی صواب
 بیان کرم احوال پیغمبران
 ز احوال هر یک یکان داستان
 نهادم رہی نام دیگر کتاب
 روز المحتاری بدان چند باقی قول بزرگان نهادم بنا
 ثوابم رسد زو بروز جزا
 کتاب دگر سر اسرار نام
 بکرم چو شرح عقاید تمام
 دگر نامہ دیباچہ عشق دان
 خود از عشق مجنون به نیکو بیان
 دگر گشت آئینہ فهم نام
 ز احوال کوکب بکرم تمام
 شد ایمات رنگین من صد هزار
 چو یک یک در آوردم اندر شمار
 سه دیوان غزل را بدام قرار
 بتوفیق لطف خداوندگار
 چهارم تو دیوان قصیدہ بدان
 بھر جا شدم پیرو شاعران

(۱۱) الف رب)

اسی مثنوی میں آگے چل کر نبی نامہ کا الگ سے بھی ذکر کیا ہے:

بتوفیق زیدان بپفتہ جواب
 چو شہنامہ را ثبت شد در کتاب

ز رزم و ز بزم و ز سرو و سمن
بیک داستان این همه قصه ها
بیان یافت ، نایفتم زین رہا

(۱۱۲ الف ب)

وزیری نے اپنی خمسہ سرائی کا اظہار یوں کیا ہے :
نم شاگرد و استادم نظامی ، خسرو و جای
جگفتہ خسہ را از همت پیران مرداش
وزیری پیرو نیکان شدی صد شکر کن ہر دم
شدی در خمسہ گفتہن پیرو پیران و نیکانش

(۳۰۸ الف : ۳۰۷)

ایک لاکھ اشعار کا شاعر ہونے کا دعویٰ اس شعر میں بھی ہے :
بدان جملہ ابیات من صد ہزار
سکردم چو در سلک نظرمش قطار

(۱۳۲ ب)

شعر و شاعری کے بارے میں نظریہ :

وزیری نے شعر و شاعری کے بارے میں اپنے نظریات بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ شاعری میں بر جتہ گوئی ہونی چاہیے۔ وہ اپنی شاعری کو غم و اندوہ کا نتیجہ سمجھتا ہے اور غزل کے چند اشعار تب کہیں جا کر اکٹھے ہوتے ہیں جب ایک ایک شعر کے لیے خون گلہ پیا جائے۔

در طریق شاعری بر جتہ نی باید خن
ہر کہ او بر جتہ گوشد ، شاعر بر جتہ شدای وزیری
شعر را کرم شعار خویشتن
بس کہ از اندوہ بید خاطر من خسته شد

(غزل، ۳۳۶ ب)

وزیری نے ایک مثنوی میں ”خن“ کی تعریف میں تقریباً پچاس مسلسل اشعار لکھے ہیں اور ”خن“ کو بہت اہمیت دی ہے۔

خن پادشاہیت بی تخت و تاج
ز خاقان و قیصر گرفتہ خراج
قلم جسم بی جان ، خن جان اوست
جهان سر بزر زیر فرمان اوست

(۱۰۷) الف ب)

خود ستایی:

وزیری نے اپنے کلیات میں متعدد مقامات پر شاعرانہ تعليٰ اور خود ستایی سے کام لیا ہے وہ کبھی اپنے آپ کو ”مانی وقت“ اور کبھی ”سلمان ثانی“، ”سلمان خن“ (سلمان ساوی کا ہم پلہ) کہتا ہے۔ وہ خود کو اقیم خن کا بادشاہ قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ آج ملک خن میں اس کے نام کا سکے چل رہا ہے۔ اسے یہ یقین بھی ہے کہ جب تک شاعری باقی ہے اس کا نام بھی زندہ رہے گا۔ یہ اشعار اس حوالے سے ہیں:

مانی وقت و از شعر کشم صورت خوب
مانی این نقش به هر جا پی تزئین برو

(۱۰۸) ب)

بین ب تعلیم خن آرای استیلای من
رفت سلمان و منم امروز سلمان خن

مذکورہ بالا شعر وزیری کے ایک ایسے قصیدے (۱۳۱ الف - ۱۳۲ الف) سے لیا گیا ہے جو خاقانی کی پیروی میں لکھا ہے۔ اس کی روایت ”خن“ ہے اور یہ تیس ایيات پر مشتمل ہے یہ تمام ایيات دردخ خود ہیں۔

مثنوی کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

نام من زندہ از خن شده است
خنم شمع انجم شده است

امروز مالک سخن در سخنوری
صد شکر شد چو سکه ای دولت بنام من
من شمع انجمن سخن بسته ام وزیر
روی سخن همیشه بود شمع انجمن

(قصیده، ۳۰۱ ب)

سلمان شد و امروز منم ثانی سلمان
در شهر صلا است عرب را و عجم را

(قصیده، ۳۰۹ الف)

شاعرم ، دارم فسون سازی بشر خود بی
صاحب معنی گهر در شعر من افسون مچون وزیری در
غزل دز سخن را سفته ام
لایق گوش شهان باشد دُر مکونِ من

بدیهہ گوئی:

وزیری نے اپنی کئی مشتیوں، غزلوں اور قصیدوں کے اشعار فی البدیهہ کہے ہیں۔ اس سے شاعر
کی قدرت کلام کا اندازہ ہوتا ہے۔

وزیری در بدیهہ این غزل لفت
بحمد اللہ کہ او از شاعرانست

(غزل)

همه شعر من شد بدیهہ تمام
حق رسول و حق کلام

(مشتی، ۱۳۷ ب)

در بدیهہ کرده ام انشا ہمه اپیات را
هم حق سالکان و ہم حق شاعران

(قصیده، ۳۰۹ الف)

چون وزیری غزلی گفت بفرمودہ شاه
شاعران خودہ مکیرند کہ او شاعر نیست

(۲۷ ب)

متقدم شعرا کی تقلید:

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے وزیری خمسہ کا شاعر ہے اور اس کام کے لیے اس نے نظامی، خسر اور جامی کی روایت کو پیش نظر رکھا اور ان تینوں کی پیروی کی ہے۔ وہ بڑے کھلے دل کے ساتھ ان تینوں اساتذہ کی تعریف کرتا ہے اور ساتھ ساتھ ان کی تقلید کا اعتراف بھی کرتا ہے۔

نظامی کہ او خمسہ ترتیب داد
جہان را ازین خمسہ او زیب داد
ازین خمسہ شد نامدار جہان
شدند پیرو او ہمه شاعران
بشد پیروش خرس دہلوی
باين فارسي، نني بدان پهلوی
چو نوبت ز خرسو به جاي رسيد
ز خم خن جام زرين کشيد
شم پیرو جمله اندر خن
که تا تو کنم داستان کهن
مد ها بحیتم ز ارواحشان
که از خمسہ دادند باس نشان

(ملخصاً ۱۲۳ ب - ۱۲۵ الف)

نظامی کہ در گنجہ گنجینہ ماند
در آن دم کہ دامن ز عالم فشاند
گھرها ازو ماند چون یادگار
بیست فزون از دُر شاہوار

بقدر سخن ارجمندی گرفته جائی رسید آن
 می لعل فام کشید آن می جام را چون به جام
 نتم بندہ هر سه اندر سخن
 کنم نو همه داستان کهن

(ملخصاً، ۱۱۱ الف)

زندہ دل از فیضِ نظای کنم
 پیروی خرد [و] جائی کنم

(۷۹ ب)

در روشن شعر علیم و دیر
 خرد دلیست مرا پیر و میر

معتقد اوست وزیری بجان
 تاکه بود فعل بپار و خزان

(۸۹ الف ب)

قصیدہ سرائی:

وزیری کا ایک دیوان صرف قصاید پر مشتمل ہے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ زیر نظر کلیات کے قصاید آیا اسی دیوان سے درج ہوئے ہیں یا اس سے مختلف ہیں۔ ویسے بھی اس کلیات میں متفرق مقامات پر قصیدے ملتے ہیں۔ ان قصاید میں سے کچھ تو اسامنہ کے قصاید کے جواب میں کہے گئے ہیں اور کچھ شاعر کی اپنی تحقیق ہیں۔ اس کلیات میں وزیری کا طویل ترین قصیدہ ایک سو دس ایت کا ہے، یہ غاقانی کے جواب میں ہے اور اس کا مطلع یہ ہے:

معلم عشق و این دار فنا آمد دبتاش
 دیر خردہ دان عقل شد طفل سبق خوش

(۳۰۸ الف - ۳۰۵ الف)

ب۔ فلسفیانہ اور کلامی مضامین،

ج۔ مذہبی تلقینات،

د۔ ادبی موضوعات (”قلم“ کی تعریف وغیرہ)،

ھ۔ ذاتی حالات

ان موضوعات پر تصاید کی کچھ مثالیں یہاں پیش خدمت ہیں۔

جلال الدین محمد اکبر کی مدح میں وزیری کے چار تصاید ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ ایک سو سات اشعار کا نویسیہ قصیدہ، مطلع:

منت ایزد را کہ پیدا کرد از قدرت جہان

وان بقدرت شد گنگہدارندہ نہ آسمان

(۱۲۸ الف-ب)

۲۔ ایک رائیہ قصیدہ جو آخر سے ناقص ہے۔ مطلع:

بہار و گل و ساقی روح پرور

بہ جام بلو این می صاف و احر

(۲۳۹ الف/ب)

۳۔ میں اشعار کا ”انداختہ“ روایت میں قصیدہ، مطلع:

از حیا و شرم بر رُخ تا نقاب انداختہ

زان کند زلف را بر آفتاب انداختہ

مدحیہ شعر خسر و غازی جلال الدین محمد اکبر است

حکم او در گردبی شاہان طباب انداختہ

(۲۹۵ الف/ب)

۴۔ میں اشعار کا دالیہ قصیدہ یا قطعہ، مطلع:

سرور شاہان جلال الدین محمد اکبر است

وادی حق اور ایسا لطف حق ہے نعمان

فاصد آمد مژده خوش آمد از ملک دکن
خانه شه دان یکی فرزند شد فرخ بزاد
چون وزیری فخر تاریخ تولد را کبرد
ہاشم از غیب گفت این مشتری کوکب بزاد

”این مشتری کوکب بزاد“ کو اگر مادہ تاریخ لیا جائے تو اس سے ۱۰۷۳ اعداد برآمد ہوتے ہیں
ور ظاہر ہے یہ اکبر کا زمانہ نہیں ہے۔ اگر ”این“ کو ہٹا دیا جائے تو ۱۰۱۲ بچتا ہے لیکن اس سال بھی
اکبر کے ہاں کسی بیٹے کی ولادت کی تصدیق نہیں ہوتی۔ اکبر کے بیٹے سلیم، مراد اور داتیال پہلے بیدا
ہو چکے تھے بلکہ آخری دونوں بیٹے فوت ہو چکے تھے۔^(۴)

نور الدین جہانگیر—جسے وزیری شاہ سلیم بھی مخاطب کرتا ہے — کی مدح میں چار قصیدے
ہیں:

۱۔ ”زگس“ ردیف میں انتالیس اشعار کا قصیدہ سلمان ساوی کی تقلید میں، مطبع:
بر سر خویش نہد تاج چو از زر زگس
ورق نقره پوشد پی زیور زگس

مدحیہ اشعار:

چو شہنشاہ جہانت شہ نور الدین
شمع بزم طربش باد ہمه تر زگس
از غلامان درش ختنہ وزیری بشمار
گفت سلمان غزل زگس و این تر زگس

(الف) ۲۰۹ (الف) ۲۰۹

۲۔ ”فتاد“ ردیف میں بارہ اشعار کا قصیدہ، مطبع:
روزی کہ ذات پاک تو اندر جہان فتاد
صد گونہ ذوق شوق خوشی درمیان فتاد

مدحیہ اشعار:

سلطان عصر شاہ سلیم آن کہ در مصاف
از ترس گرز او سر کوہ گران فتاد

۳۔ رائیہ قصیدہ الھائیں ابیات کا، مطلع:

دھان غنچہ و گل بوسہ داد باد بھار
نیم بر درق لالہ رینت مشک تار

مدحیہ شعر:

شہی بعدل چو سلطان سلیم در عالم
ندیده و نشوودہ کس از صغار و کبار
مقطع: بقای عمر تو بادا مدام در عالم
ہمیشہ تا کہ بود موسم خزان و بھار

(۲۹۰) الف-۲۹۱

۴۔ ایک بائیہ قصیدہ الھائیں اشعار میں، خاقانی کے جواب میں، مطلع:

بین گردش این چرخ واٹگون گرداب
ستارہ حا حمه وی نموده پھو حباب

مدحیہ شعر:

شہ زمانہ شہنشاہ عصر شاہ سلیم
کہ مهر و مہ شدہ پا بوش دو حلقة رکاب

(۳۰۳) الف-۳۰۵

شاہزادہ مراد کی مدح میں تین قصیدے:

۱۔ ”گوہر“ رویف میں بھیپ اشعار کا قصیدہ، مطلع:

چو گوہر خنم نیست در جہان گوہر
مثال او نہ بہ بحر است ولی بہ کان گوہر

مدحیہ اشعار:

ز بہر بخشش سلطان عصر شاہ مراد
فلک بہ بزم بریزد ز کھکشان گوہر

۔ ”کشید“ رویف میں پندرہ بیت کا قصیدہ ہے شاعر نے غزل کہا ہے، مطلع:
 چون اژدها ی صبح جہان را بدم کشید
 خورشید خاوری چو ز مشرق علم کشید

مدحیہ اشعار:

سلطان عصر شاہ مراد آن کہ از شرف
 در روزگار غاشیہ اش کتف جم کشید
 شاھا بقا عمر تو بادا هزار سال
 از لطف آن خدا کہ جہان از عدم کشید

در نلک ہند گفت وزیری چنان غزل
 در وصف تو کہ سر ز دیار عجم کشید

(الف-۲۹۵ ب-۲۹۳)

۳۔ رویف ”را“ میں تیس ابیات کا قصیدہ عرفی شیرازی کے تئیج میں، مطلع:
 بگرفت بکف روز غزا تئیج دو دم را
 با خصم نمود از دم او راه عدم را

مدحیہ شعر:

سلطان جہان شاہ مراد آنکہ ز جا بُرد
 آوازه عدش ز جہان نام ستم را

(الف-۳۰۸ ب-۳۰۹)

خان خانان کی مدح میں تیس اشعار کا نویسہ قصیدہ، مطلع:
 من ہمایم ہمّتم پرواز وارد در جہان
 شخص عقام در تخلیل ہدم افلکیان

مدحیہ اشعار:

یا الہی خانخان [کندا] را در امان خویش دار
 معنی انسان کامل گشتہ از ذات عیان

فلسفیانہ خیالات پر وزیری کا ایک قصیدہ موجود ہے، مطلع:

وجہ حق باقیست غیر از وجہ حق فانی بدان
زان فای مطلق آمد ہستی کون و مکان

(۲۹۶ الف / ب)

مذہبی تلقینات و تعلیمات پر باشیں اشعار کا الفیہ قصیدہ ہے، مطلع:
در مشیت ھر چہ رفتہ، می کند آن را تضا
تن بتقدیر خدا دادن بود عین رضا

(۲۹۶ ب - ۲۹۷ الف)

ادبی موضوعات مثلاً قلم کی تعریف میں انچاں اشعار کا قصیدہ، مطلع:
پیشر از جملہ اشیا شدہ پیدا قلم
معنی سرد صفت را می کند انشا قلم

(۲۹۷ ب - ۲۹۸ الف)

فخر الدین عراقی کے ایک معروف قصیدے جس کا مطلع یہ ہے:
شہبازم و شکارِ جہان نیست در خورم
ناگہ بود کہ از کف، ایام بر پرم

کے جواب میں وزیری نے اؤسیں اشعار کا ایک میمیہ قصیدہ اپنے حسب حال کہا ہے۔ لیکن اس میں ذاتی حالات کی بجائے اس طرح کے اشعار ہیں:

من صوفیم، پلائی نما خرقہ من است
زپنده نیست اطلس شاهی چو در بر
من عاشتم، بدرد و بلا خو گرفته ام
درد و بلا است در حمه جا یار و یاورم

مطلع:

منت خدائی را کہ زبان سخنورم
گواستہ تا جنہ شاہ کنہ برم

مقطع:

لب بستہ بہ وزیری ازین گفت گوی شعر
از شاعران دہر چو در رتبہ کمترم

(۲۰۲ ب۔)

قصیدہ گولی میں وزیری نے تقریباً بھی اکابر قصیدہ سرا فارسی شاعروں کے جواب میں قصیدے لکھے ہیں۔ اس کا دعویٰ بھی ہے اور یہ کام کر کے بھی دکھایا ہے۔

قصایدہ حای اُستادان پیشین را حمہ گفتم
کشیدم من بہ سلک نظم خود ڈر حای غلطانش

(۳۰۷ ب)

انوری کے جواب میں اس کے قصیدے کا مطلع یہ ہے:
برخلاف مدعای زد دورہ چرخ چبری
با حل واقع شدہ بنگر قران مشتری

(۱۰۲ الف ب)

ظہیر فاریابی کے جواب میں اس نے ”گوہر“ ردیف میں شاہ مراد کی مدح میں قصیدہ لکھا۔

مطلع:

چو گوہر خنم نیست در جہان گوہر
مثال او نہ بہ بحر است دنی بہ کان گوہر

تعلیٰ:

ظہیر کردہ چنان دعویٰ ای کہ کس نکشد
برشیہ خنم بیچ توaman گوہر
کشیدہ ایم در آن رشتہ ای گوہر عجی
برابر است زهر سو بریسان گوہر

(۲۹۱ الف ب)

مطلع:

دامن افلک سوزد آه گردون سای من
سرفو نارو به عالم هست والای من
پیرو خاقانی ام در این قصیده ای رحمی
هست خاقانی درین طرز خن املای من

(۱۳۲ الف-۱۳۲ ب)

مطلع:

شب دود آه خود به شریا آورم
از جوهر خن در یکتا بر آورم
مقفع: پیرو درین قصیده خاقانیم وزیری
زین فخر سر به عالم علیا بر آورم

(۱۳۲ ب-۱۳۴ ب)

وزیری نے اپنے تقریباً ہم عصر شاعر فضی کا جواب بھی لکھا ہے۔

مطلع:

کشتی ٹکتے ایم دراین بحر اندری
در بحر کس چگونہ تواند شناوری
گفتم جواب فضی شاعر باختان
آمد درین زمانہ چنین رسم شاعری

(۱۷۱ ب-۱۷۳ ب)

غزل گویی:

وزیری نے اپنی غزلوں کے تین دو این مرتب کیے۔ غزلوں کی ایک اچھی خاصی مقدار زیرنظر
لئے میں بھی موجود ہے۔ قصیدے اور مثنوی کی طرح غزل میں بھی اس نے اساتذہ کا تتبع کیا ہے۔
اور تضمینات لکھی ہیں۔ موضوعات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ حمدیہ، نعتیہ، معراجیہ، عیدیہ، بہاریہ غزلوں کے

اساتذہ کا تیقّن:

وزیری نے غزل میں غالباً سب سے زیادہ تیقّن خرو دہلوی کا کیا ہے بعض جگہ تیقّن کا اعلان کیا ہے اور بعض جگہ خاموشی برقرار ہے، لیکن ان زمینوں میں خرو کی غزیلیں موجود ہیں۔ جیسے خرو کی معروف غزل ”ابرمی بارد و دل می شود از یار جدا“ کی غیر اعلامیہ بیرونی:

ناله زار کنم چون شوم از یار جدا
می کند مرغ چون ناله ز گلگار جدا

(۲۱۲ ب- الف)

تاہم حسب ذیل غزلوں میں تیقّن کا اعتراف اور اعلان موجود ہے۔

مطلع:

ای مرغ دل تو ناله مرغ ثانہ گیر
دی شمع ز آه گرم من امشب زمانہ گیر

مقطع:

پیرو شده وزیری به خرو درین غزل
در طرز شعر خود روشن خروانہ گیر

(۱۶۳ الف)

مطلع:

نی در میان آدی ، نی در ملک ، نی در پری
نشودہ و نی دیدہ کس مثل تو زیبا پیکری

مقطع:

در وصف شاه انس و جان گفتی وزیری این غزل
پیرو به خرو گشته ای ایشت رسم شاعری

(۲۰۳ ب)

مطلع:

مقطوع:

پیروی کرد وزیری غزل خرو را
بود مشکل غزلي لیک بآسانی کرد

(۳۲۳ ب-۳۲۵ الف)

وزیری نے حافظ شیرازی کی غزلوں کی تقلید بھی کی ہے اور تضمینات بھی لکھی ہیں۔ وزیری کے یہ
دو مطلعے ملاحظہ ہوں جو تقلیدی غزلوں سے لیے گئے ہیں۔

مہند دل بہ اساس جہان ست نہاد
اساس او ہمه نا حکم است ولی بنیاد

(۵۵ الف)

تاکہ از دفتر عشق تو براتم دادند
از غم و محنت ایام نجاتم دادند

(۳۲۳ الف)

وزیری نے حافظ کی دس مشہور اور مقبول غزلوں کی تضمین کی ہے۔ ہم صرف ایک نمونے پر اکتفا
کریں گے۔

دولتِ ولی بتان دل چو تمنا می کرد
زان سبب دل طلب ساغر سہبا می کرد
ورو دل را بہ می عشق مداوا می کرد
”سالہا دل طلب جام جم از ما می کرد
آنچہ خود داشت زیگانہ تمنا می کرد“

(۳۹۹ ب-۴۰۰ الف)

کچھ غیر معروف شعر اجیسے واصلی (۲۲۱ الف، ۲۲۲ ب)، اہلی (۳۶۰ ب-۳۶۱ الف)، سیلی (ورق
۷۷۱ الف) اور قمر (۱۸۳ الف) کی غزلوں کے جواب بھی لکھے ہیں۔

حمدیہ غزل

مطلع:

گویا ہے نام تست زبان در دهان ما

مطلع:

ذات پاک تو کہ او را نبود یعنی زوال
طوطی عقل بے وصف تو بے صد ناطقہ لال

(۱۸۵ ب)

مذکورہ حدیہ غزل خواجہ کمال [خندی] کے تین میں ہے۔

مطلع:

حمد نی گوئم ثنا بہ خالق کون و مکان
تائی فرمان حکم حکم ملک، ہم انس و جان

(۳۸۶ ب)

نعتیہ غزل

مطلع:

شد خلق طفیل تو ہمه عالم و آدم
از جملہ خلوق وجود تو مکرم

مقطع:

خاک رہ درگاہ سگان تو وزیریست
در عالم اخلاص بصد مرتبہ زین کم

(۳۶۹ ب)

ایک نعت جس کے چند اشعار ہی نئے میں موجود ہیں:

یوسف کہ بی مثال جہاں یوں لامثال
او سایہ وجود مثال محمد است
شکر خدا کہ کار وزیری بروز و شب
مداحی محمد و آل محمد است

(۶۳ الف)

معراجیہ غزل

عید یہ غزل

باز عید آمد، مه نو شد نمایان شامِ عید
با حریفان می رساند ماہ نو پیغام عید

(۲۲۲ ب دلکھار ۳۲۲ الف)

بھاریہ غزل

شد بھار و گل شگفت و گشت صحرا لالہ زار
در مشام بوی جان می آید از فصل بھار

(۳۲۱ ب ۳۲۷ الف)

ایک ہی مضمون کی دو غزیں

پہلی:

دارم از پیر خرد نکتہ سنجیدہ گوش
هر چہ داری به می کہتہ دیریسہ فروش
بادہ عشق حالت بہ هر کس کہ دھنڈ
می خورم بادہ باین خرقہ و سجادہ بدوش

(۳۵۳ الف)

دوسری:

نکتہ خوش بثنو از در میخانہ گوش
از زبان بُت ترسا پچہ می بادہ فروش
بادہ عشق حالت بر ارباب شہود
علم از نشہ او آمده در جوش و خوش

(۲۵۴ الف دلکھار ۳۵۹ الف)

مذکورہ غزلوں میں یقیناً وزیری کے پیش نظر مولانا جامی کا یہ مضمون رہا ہو گا:

طرزی ناہموار

وزیری نے اپنی بعض غزلوں کو ناہموار طرز پر قرار دیا ہے:

وزیری طرز شعر شاعران ہموار می باشد

خنک شعریت کو در طرز نا ہمواری ای دارد

(۲۱۵ الف و تکرار ۳۳۳ الف)

غزل تنگ

کچھ غزلیں تنگ زمین اور قافیہ میں ہیں اور شاعر نے اس کا اظہار یوں کیا ہے:

وزیری این غزل اندر زمین تنگ می گوید

چو عقل خودہ دان بشنود از فکرت به تحسین شد

(۲۳۳ ب)

در قافیہ تنگ وزیری غزلی گفت

احست سر ذکر بکد مرد خن دان

(۷۱ ب و تکرار ۳۸۹ الف)

وزیری این غزل را در زمین تنگ می گوید

کر در پائش دش نجیر شد زلف سمنایی

(۱۷۸ ب)

چھوٹی بحر کی غزلیں

صرف پانچ شعروں پر مشتمل، مطلع:

ہر کس بمن گدا نشید

باید کہ ز من سوا نشید

(۳۱۸ ب)

و ص ف تو بہر زبان لگنجہ
اندر قلم و بیان لگنجہ

(۳۲۵ الف)

دشمنوں کی غزل، مطلع:

چ شیرین زبانی تو اللہ اکبر
چ شکر دہانی تو اللہ اکبر

(۳۲۶ ب)

غزلوں سے انتخاب

ہم نے یہاں اپنے ذوق کے مطابق وزیری کی چھ غزلوں کا انتخاب کیا ہے۔

(۱)

نگار من چو ز خواب شبانہ برخیزد
ہزار فتنہ بر اہل زمانہ برخیزد
بدیله خواب ز افسانہ شب ہی آید
ز دیده خواب مرا از فسانہ برخیزد
مگر باہ شر بار من بشام فراق
چو شع هر نفس از وی زبانہ برخیزد
در آستان تو از دست تو چہ داد کنم
کہ خون بی گنہان ز آستانہ برخیزد
چایہ وصل تین ناتوان بہانہ شد
رسد بہ وصل اگر ، این بہانہ برخیزد
قدم بہ کوئی ملامت نہادہ ام ناص
بگوش خود شنوم گر ترانہ برخیزد
دل کہ مرغ شب آهنگ شدہ وزیر گر
ز نالہ اش ہمہ مرغ شبانہ برخیزد

(۲)

از باد صح خنده گل در چین چه بود؟
 گل غنچه را به پیش لب او خن چه بود؟
 اگر باو بوی زلف تو در حس سرد بود
 خون در درون نافه مشک ختن چه بود؟ اگر نیست
 قصد رُدون دلهای عاشقان
 در حلقه های زلف تو چندین شکن چه بود؟
 پروانه گرو شمع پریدن گرفت، سوخت
 مقصد زین پریدن و زین سخن چه بود؟
 دل در خیال آن کمر مو شده خیال
 در نیستی گویی که رمز دهن، چه بود؟
 برگ گلست گوش، بنا گوش ششم است
 آبی معلق است گبو آن ذقن چه بود؟
 گشتم چنان ضعیف که در زیر پیرهن
 آمد اجل بدید که در پیرهن چه بود؟

(ملحق ۳۳۱ الف)

(۳)

ارادتیست دلم را به پیر باده فروش
 سیو صفت شدم او را غلام حلقه گوش
 هجام باده صرای حکایتی می گفت
 بزری لب دل من کرده آن حکایت گوش
 چه گفت؟ گفت که افسوس ازین جهان خراب
 که باده بر لب و متان ز گفتگو خاموش
 دلم ز صومعه گرفت و سوی میکده رفت
 نشت یک نفس در دکان باده فروش
 ای زن گم کرد و حمام باده گرفت

شود از لب او نفره های نوشانوش
درین غزل هم اسرار باده نوشان گفت
چو یافت فیض وزیری ز پیر باده فروش

(۱۹۶ ب-۱۹۷ الف)

(۲)

خلاف عقل بود دل درین جهان بستن
باغ و راغ و گل و سرو بوستان بستن
ازان بزلف تو بستم دل رمیده خویش
پای مرغ بود رسم رسماً بستن
هرار وعده نمایی، یکی وفا کنی
تو خود بگویی چسان دل توان بران بستن؟
دکان عشق که رخت محبت است درو
خوشت زاد سفر رخت ازین دکان بستن
بدرس عشق باشد زبان قال و مقال
ازان بود روشن عاشقان زبان بستن
چو شع سختم از آتش فراق تو من
به یکد گر چکنم رشته های جان بستن
وزیریا بدرو دوست از سر اخلاص
نشان صدق و سعادت بود میان بستن

(۱۹۷ ب-۱۹۸ الف و تکرار ۳۹۱ الف)

مندرجہ ذیل غزل کلیات وزیری میں ردیف نون میں ”کردن“ ردیف کے ساتھ درج ہوئی
ہے (۷) جو عراقی (۸) کی مشہور غزل

نخشین باده کاندر جام کردند
ز چشم مت ساقی وام کردند

کا تتبع معلوم ہوتی ہے، غزل یہ ہے:

(۵)

خمار چشم ساتی مستی آورد
 بساغر تا می گفمام کردن
 هزاران مرغ دل شد صید آن دام
 بیان از زلف بر رخ وام کردن
 جمالت صح و زلفت شام تاریک
 بهم چون جمع صح و شام کردن
 بیان را من دعا کردم بظاهر
 بزیر لب مرا دشام کردن
 خیالت نود آرام دل من
 ندانم از چه بی آرام کردن
 خبرداری ز جشید و زجامش
 که او را باده چون در جام کردن
 وفا جستند از عالم وزیری
 حمه مردم مرا خیام کردن
 (الف) ۲۳۷)

(۶)

زلف تو خم خم شده ، ابرو گره گره
 بسیار خوش نهاست نود مو گره گره
 مرغوله هاست در خم گیسو و رحمت
 چون نافه گشته هم خم گیسو گره گره
 در تارهای زلف تو دیدیم چند گره
 بندند رشته مردم جادو گره گره
 هر یک گره ز بند قبای تو غنچه است
 بند قبای سرخ به پهلو گره گره
 هر حلقة ای زلف تو یک نافه ای نود
 در چین فاده نافه ای آهو گره گره

گذشتہ صفحات میں کلیات وزیری سے جو تفصیلات اور جزئیات درج کی گئی ہیں، اگر ہم ان کا خلاصہ چند سطور میں پیش کرنا چاہیں تو یہ ہو گا:

وزیر خان نام، وزیر اور وزیری تخلص، فارسی گو شاعر جس کا آبائی وطن چین اور نسل تاتار تھی، ٹھیک گیارہویں صدی ہجری کے آغاز میں ہندوستان میں تھا۔ اس نے خمس، چار دیوان اور بچھ مختصر مشنوبیاں اور قصے لکھے۔ اس کی مختصر مشنوبیوں، غزلوں، قصیدوں، رباعیوں پر مشتمل کلیات کا ایک نسخہ ہم تک پہنچ رہیں ہیں صدی ہجری کے پہلے ربع میں پہنچا ہے۔ باقی کلام (خمس، دواوین اربعہ) کا فی الحال سراغ نہیں ملا۔

کیا فارسی ادب کی مذہون تاریخ میں مذکورہ بالا کوائف کا حامل کوئی شاعر ملتا ہے یا مخطوطات کی فہرستوں میں اس کی تصانیف کا ذکر موجود ہے؟ ان کا مختصر جواب ”نہیں“ ہے جو ہمیں متعدد تذکروں، تواریخ ادب اور فہریں مخطوطات کی ورق گردانی کے بعد ملا ہے۔ ہمارے پاس فارسی شعر کے حالات کے منابع پر راہ نہائی کرنے والا اہم ترین مأخذ فریہنگ سخنوران مؤلفہ عبدالرسول خیامپور ہے جو خود متعدد مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تذکروں، تاریخوں کا حاصل ہے۔ احمد مزوی کی دو تصانیف فہرست نسخہ حای خاطری اور فہرست مشترک نسخہ حای خاطری پاکستان فارسی مخطوطات کے بارے میں جامع مأخذ ہیں۔ یہ تینوں کتابیں وزیری اور اس کی تصانیف کے بارے میں خاموش ہیں۔ ہم نے مزید تفصیل کرتے ہوئے کچھ اور تذکروں اور کتابیاتی مأخذ کو بھی دیکھا ہے جیسے نڈگر احباب (ثاری)، مجمع الشعراء جہانگیر شاہی (قطیعی)، تذكرة الشعراء (مطربی)، نجح زیبی جہانگیر (مطربی)؛ کاشتھی (نہادندی)؛ نشر عشق (حسین قلی عشقی)؛ داشتمانہ ادب فارسی، جلد اول و سوم (زیر نظر حسن انوشہ)؛ کاروان ہند (چین معانی)؛

Mughals in India (Marshall), World Survey of Islamic Manuscripts (ed.

Geoffrey Roper), Dictionary of Indo Persian Literature (Nabi Hadi).

ان میں سے کسی ایک میں بھی گیارہویں صدی ہجری کے شاعر وزیری اور اس کی کتابوں کا ذکر نہیں ہوا ہے۔ اس بنا پر ہم نہایت احتیاط کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ وزیری ہمارے لیے ایک نوریافت شاعر ہے اور اس کا موجودہ کلیات اشعار کا نسخہ مختصر بفردا ہے۔ بے شک ایک فرد کے لیے ممکن نہیں ہے کہ وہ تمام مأخذ و منابع پر نظر رکھ سکے، لہذا اگر دوسرے محققین اور صاحبان نظر اس سلسلے میں کسی مختلف نتیجے پر پہنچیں تو ہم ان کی تحقیقات سے نیاز مندی کے ساتھ استفادہ کریں گے۔

حوالی

- ۱۔ ملاحظہ ہو ”نحو نجات الانس از روز گار جائی آیندہ، تهران، سال دهم، شمارہ ۹-۸، ۱۹۸۳ء۔ یہ نحو، مصنف کے نئے سے نقل اور مقابلہ ہوا اور شعبان ۸۸۳ھ میں کتابت ہوا، اس کے حاشیے پر جائی کی تحریر موجود ہے۔ اب گنج بخش اسلام آباد شمارہ ۹۲۶۰ میں ہے۔ نیز ”مجموعہ طائف و سفینہ طرائف متعینی کہن در شعر فارسی و صنایع ادبی“، معارف، تهران، جلد ۱۲، شمارہ ۱، جولائی ۱۹۹۹ء۔ یہ ۸۰۲ھ میں ہندوستان میں مرتب ہوا اور دانشکدة ادبیات کامل یونیورسٹی کا مخطوطہ تھا، اب خلیل الرحمن داؤدی، لاہور کے پاس ہے۔
- ۲۔ اس مضمون کی تیاری کے بعد داؤدی صاحب ۲۶ جنوری ۲۰۰۲ء کو انتقال کر گئے۔ نحو ابھی تک ان کے بیٹے شفیق الرحمن داؤدی صاحب کے پاس موجود ہے۔
- ۳۔ نئے میں یہ رب کتابت ہوا ہے اور حاشیے میں یہ رب کی جگہ بظا لکھا ہے۔
- ۴۔ استانی لین پول، طبقات سلاطین اسلام، فارسی ترجمہ عباس اقبال، تهران، ۱۹۸۳ء، ص ۱۲؛ محمد مصین، فرضک نواری، تهران، ج ۵، ماذہ ”لیگ خانیان“۔
- ۵۔ اصل میں: ماندی۔
- ۶۔ شہزادہ مراد ۵ شوال ۷۰۰ھ اور شہزادہ دانیال ۱۰۱۲ھ میں فوت ہوا۔ جہانگیر کی ولادت ریج الاول ۷۹۷ھ میں ہوئی۔
- ۷۔ اس غزل کا ردیف نون میں اندر اچھی صوتی رملفوظی الملا کا نمونہ ہے، کیوں کہ ”کردن“ کی دال اس بھر غزل میں پڑھی نہیں جاتی، نہ ہی تقطیع میں آتی ہے۔
- ۸۔ خود عراقی نے چھٹی صدی ہجری کے اوآخر کے شاعر صفائی الدین یزدی کی غزل:
- چہ در د است این که عشقش نام کردن
وزو آشوب خاص و عام کردن
- کا تصحیح کیا ہے۔ دیکھیے عونی، لباب الالباب، طبع سید نفیسی، تهران، ۱۳۳۵ ش، ص ۳۳۱
- اطہمار تشكیر: یہ مضمون اشاعت سے قبل پروفیسر ڈاکٹر مصین نظامی، استاد زبان و ادبیات فارسی اور یونیورسٹی کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور نے ملاحظہ کیا اور اسے بہتر بنانے کے لیے صائب مشورے دیے، اس کے لیے میں ان کا ممنون ہوں۔

ادارہ تحقیقات اسلامی

انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

مجمجم اصطلاحات حدیث

مرتب ڈاکٹر سعید حسن

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی اطاعت کا تقاضا تھا کہ انگلی مبارک، زندگی ایک ایک لمحے محفوظ کر لیا جاتا۔ یہ ذمہ داری صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ تابعین نے ہر صن و خوبی انجام دی۔ انہوں نے آنے والی نسلوں کے لیے حدیث رسول گا ایک گران قدر ذخیرہ محفوظ کر دیا۔ محمد شین کرام اپنے ذوق و استطاعت اور مسلم معاشرے کی بلتی ہوئی ضرورتوں کے تحت ہر دور میں حدیث رسول گی ترویج اشاعت کے لیے کوشش رہے۔ ان کے غور و فکر اور کدو کاوش کے نتیجے میں حدیث کی اصطلاحات وضع ہوئیں اور ”أصول حدیث“ نے ایک باقاعدہ علم کی شکل اختیار کر لی۔ گذشتہ دس پندرہ برسوں میں اصول حدیث پر عربی اور بعض دوسرے زبانوں میں معاجم کی شکل میں متعدد کتابیں شائع کی گئیں۔ اردو میں بھی ایک ایسی ہو جامع کاوش کی ضرورت تھی۔ اس پس منظر میں ادارہ تحقیقات اسلامی نے یہ کتاب پیش کی ہے۔ کتاب میں نہ صرف اس فن کی تمام اصطلاحات جمع کر دی گئی ہیں بلکہ علمی مطالب کو عام فہم انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

معجم اصطلاحات حدیث

مختصر ملخصہ مقدمہ ابن الصلاح

مختصر ملخصہ مقدمہ ابن الصلاح

ادارہ تحقیقات اسلامی
اسلام آباد

ISBN No. 969-408-229-3(PB)

صفحات: ۲۲۳

قیمت: ۴۰۰ روپے

قارئین اور ادارے جو اس کتاب سے خصوصی طور پر مفید رہ سکتے ہیں:

اہل علم، طلب، عام تقاریب، کتب خانے، مرکز تحقیق، جامعات

کتاب سکالے یا ادارہ کی کتابوں کی تحریست شامل کرنے کے لیے رابطہ رکھائیے

ادارہ کتب و مطبوعات، ادارہ تحقیقات اسلامی، جناب القوای اسلامی، یونیورسٹی پوسٹ سسنس نمبر ۱۰۲۵، اسلام آباد

فون نمبر ۰۵۱ ۹۲۵۸۷۸، فکس: ۰۵۱ ۹۲۵۸۷۸، ایمیل: <Smalqbai@apollo.net.PK>

تکمیلی معلومات: www.apollo.net.pk